Scan: http://dli.iiit.ac.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com/

سلسلۂ خسروی بہ سرپرستی اعلیٰحضرت حضور نظام ... خلد اللہ ملکہ

مَن عَشِقَ وعَفَّ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِیدٌ

نامش کہ زغیب شد مسجل
مجنوں لیلی بعکس اول

مثنوی

مجنوں لیلی

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۳۳۵ھ
۱۹۱۷ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخرو مباہات کے ساتھ حسب اجازت
اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہزہائنس آصف جاہ
مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خان بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ
ملکہ وسلطانہ وادام اقبالہ کے نام نامی واسم
گرامی کے ساتھ منسوب ومعنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	
تمہید	۱
مجنوں لیلیٰ	۴
قصۂ لیلیٰ مجنوں	۵
شخصیات	۱۴
(۱) مجنوں ۱۴ (۲) لیلیٰ ۱۶	
تصویرِ فطرت	۲۰
(۱) بہار ۲۰ (۲) خزاں ۲۱	
(۳) دوپہر کی تپش ۲۳	
واقعہ نگاری	۲۳
(۱) لیلیٰ اور اُس کی ما ۲۴ (۲) مجنوں کی ما ۲۵	
(۳) مجنوں کا باپ ۲۶ (۴) مجنوں کی سرگردانی ۳۰	
(۵) لیلیٰ کے باپ کو پیامِ شادی ۳۱	

صفحہ	مضمون
۳۳	سحر حلال
۳۶	سوز و گداز
	(۱) مجنوں کا نالۂ مستانہ ۳۶ (۲) لیلیٰ کی زار نالی ۳۷
۳۸	حقایق و معارف
	(۱) کمالِ انسانی ہمت و علم پر منحصر ہے ۳۸ (۲) علم سطحی و سرسری نہو ۳۹
	(۳) مرد بننے کی کوشش کرنی چاہیے ۳۹ (۴) دوست اور دوستی ۳۹
	(۵) آسودگیِ دل کا راز ۳۹ (۶) عزت ہمت کا ثمرہ ہے ۳۹
	(۷) بے اصول کام بیکاری سے بدتر ہے ۴۰ (۸) سستی ارادہ کو بھی سست کر دیتی ہے ۴۰
	(۹) تھوڑی اچھی چیز بہت سی بُری سے بہتر ہے ۴۰ (۱۰) اچھا لکھو اگرچہ تھوڑا ہو ۴۰
۴۱	حفظِ مراتب
۴۲	تشبیہ
۴۵	مجنوں لیلیٰ کا مقابلہ لیلیٰ مجنوں (۱) مولانا نظامی گنجوی (۲) ملا ہاتفی ہروی اور (۳) ملا مکتبی شیرازی کے ساتھ
۴۵	مولانا نظامی، امیر خسرو
	(۱) حمد ۴۹ (۲) مضامین خاصہ ۵۶ (۳) مناجات ۶۰ (۴) نعت ۶۲
	(۵) معراج ۶۷ (۶) جمالِ لیلیٰ ۸۶ (۷) ابتدائے عشق ۸۹ (۸) مجنوں کی آشفتگی ۹۲
	(۹) مجنوں کے نالہائے زار ۹۴ (۱۰) بہار ۹۸ (۱۱) خزاں ۱۰۰ (۱۲) قاصد و پیام ۱۰۳

مضمون	صفحہ
(۳) لیلیٰ بستر مرگ پر ۱۰۹	
امیر خسرو، ملا مکتبی شیرازی، ملا ہاتفی ہروی (۱) حمد ۱۰۹ (۲) نعت ۱۱۱ (۳) لیلیٰ ۱۱۳	۱۰۹
ختم کلام	۱۱۵
متن	
حمد	۱
مناجات	۵
نعت	۸
معراج	۱۰
مدحِ شیخ	۱۳
محمدۂ سلطان	۱۴
خطاب بادشاہِ وقت	۱۸
سببِ نظمِ کتاب	۲۰
حکایتِ دو دیو	۲۳
نصیحت بفرزند	۲۶
حکایتِ شباں	۳۶
آغازِ حکایت	۳۸
افشاءِ راز و پردۂ لیلیٰ	۴۵
خرابی و وارفتگیِ مجنوں	۴۹
پندِ مادرِ مجنوں	۵۹

مضمون	صفحہ
خواستگاری لیلیٰ	۶۲
شمشیر کشی نوفل بر پدر لیلیٰ	۶۶
مہمان خواندن مجنون زاغان را در خانۂ چشم	۷۰
قران دختر ماہ بان نوفل با مجنون تاریک اختر	۷۶
سوختگی لیلیٰ از خبر تزویج مجنون	۸۵
نامۂ لیلیٰ سوئے مجنون	۸۶
جواب مجنون	۹۲
آوردن دوستان مجنون را سوے باغ	۹۹
مجنون و سگ لیلیٰ	۱۰۸
ملاقات لیلیٰ و مجنون	۱۱۷
بازگشت لیلیٰ از ویرانۂ مجنون	۱۲۵
گریۂ لیلیٰ بفراق مجنون	۱۲۷
گفتن مجنون سرود حسرت	۱۳۱
نالۂ پرسوز مجنون	۱۳۲
بیماری لیلیٰ	۱۳۷
امتداد و اشتداد مرض	۱۴۴
وفات لیلیٰ	۱۵۱
نوحۂ مادر و برادر خود	۱۶۰
خاتمۂ کتاب	۱۶۶

۲۰۹۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مقدّمہ

حسن اتفاق، حضرت امیر خسرو کو سات برس کی عمر میں داغ یتیمی نصیب ہوا تو انھوں نے اپنے نانا عماد الملک کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ امیر سیف الدین والد کا نام تھا چنانچہ فرماتے ہیں ؎

سیف از سرم برفت و دلِ من دو نیم ماند

دریائے ماروان شد و دُرِ یتیم ماند

آج تقریباً سات سو برس کے بعد دوسرے نواب عماد الملک کے فیض تربیت سے کلام خسروی کے دُرِ یتیم تازہ آب و تاب سے دیدۂ روزگار کو روشن کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں، طوطیِ ہند کے فرزندان معنوی (جو باپ کے دامن شفقت سے جدا ہو کر کس مپرسی کی یتیمانہ بیکسی میں مبتلا اور بیدرد کاتبوں کی جفاکاری سے نیم مُردہ بلکہ مردہ ہیں) حیاتِ تازہ حاصل کر رہے ہیں۔ مہمات و جزئیات کالج کے ساتھ ساتھ

اہتمام کُلیاتِ خسرو کی باگ ایسے روشن دماغ[1] کے ہاتھوں میں ہے جو ادب فارسی کے گھرانے کا چشم و چراغ اور حسرتی مرحوم کا خلف رشید ہے۔

کُلیاتِ خسرو کے مختلف اجزا تصحیح و تنقید کے واسطے مختلف اہل دانش کے سپرد فرمائے گئے۔ مجنوں لیلی کی خدمت کا ع

قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

عذر کیا مقبول نہوا۔ تحملا الانسان قبول خدمت کے وقت ہرگز وہ دقت ذہن میں نہ تھی جو پیش آئی۔ قدیم قلمی نسخوں کی صحت پر اعتماد اور کُلّی اعتماد تھا۔ تجربہ کے بعد بالکلیہ زایل ہوگیا۔ جو نسخہ صحت کے لئے مجھکو دیا گیا وہ ایک نسخہ سے منقول اور دوسے مقابلہ شدہ تھا۔ ایک قلمی نسخہ مقابلے کے واسطے مجھکو ملا۔ دوسرا میرے کتاب خانے میں تھا۔ میرے نسخے نے اوّل مقابلہ میں شکست کھائی۔ دوسرے نے بھی بارہا ہتیار ڈالے مگر میں نے آخر تک مقابلہ کیا۔ بہت سے مقامات صحیح ہوگئے۔ تاہم اشعار کی خاصی تعداد کاتبوں کے پنجۂ ظلم سے نکلنے کو تڑپتی رہگئی۔ ایک اور نسخہ عطا ہوا جو سر سالار جنگ کے کتاب خانہ کا تھا۔ اس سے بھی مدد ملی۔ ضرورت پھر بھی باقی تھی۔ دو نسخے اور دستیاب ہوئے۔ صحت کا قدم آگے بڑھا۔ اب بھی معدودے چند مقام صحت طلب ہیں۔ شوقِ تلاش دل میں ہے۔ اور نسخہ ہاتھ آتا ہے تو انشاءاللہ یہ بھی درست ہوجائیں گے۔

---

[1] نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب بہادر آنریری سکرٹری محمڈن کالج ۱۲

چند مہینے کے مطالعہ کے بعد مثنوی کی طرز بیان سے مناسبت ہوگئی نیز یہ بھی
تجربہ ہوگیا کہ کاتب کہاں کس قسم کی غلطی کرتے ہیں۔ کہیں کہیں اس مناسبت اور
تجربہ سے بھی کام نکلا۔ اگر صحت پر مفصل بحث کروں تو مبحث تو دلچسپ ہوگا لیکن
مقصود سے بُعد ہو جائیگا۔ خلاصہ یہ ہی کہ جن نسخوں کا ذکر ہوا اُن میں سے تقریباً
ہر ایک پاکیزگی خط، خوبی کاغذ، زیب و زینت اور قدامت کے لحاظ سے نایاب
ہی۔ لیکن اصل مرض کی دوا نہیں یعنی صحت مفقود ہی۔ کاتبوں نے کند چھری سے
خسرو کے معنوی شاہزادوں کو ذبح کیا ہی۔ نہ صرف ذبح کیا ہے بلکہ جہاں ہاتھ
پڑ گیا صاف اُڑا دیا۔ مجھکو حیرت ہی کہ صدہا برس کے دوران میں کسی نے ان
نسخوں کو نہ دیکھا۔ دیکھا تو صحیح نہ کیا اور اگر صحیح سمجھکر دیکھا تو کیا دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ یہ نسخے محض کتاب خانوں کی زینت تھے۔ صحیح نسخے وہ ہوں گے جو ظاہری
آرایش سے معرا اہل فن کے لکھے ہوئے اور اُستادوں کے زیر مطالعہ رہکر زیور
صحت سے آراستہ ہوئے ہوں گے۔ افسوس کہ اب تک کوئی ایسا نسخہ ہاتھ نہیں
آیا۔ مجھکو قلمی کتابوں سے سالہا سال سے شوق ہی حیف کہ اس تلخ تجربہ نے کاتبوں کا
اعتبار بالکل کھو دیا۔ اسی کے ساتھ بارہا اُن بزرگوں کی محنت و ہمت پر دل سے
آفرین نکلی جنھوں نے قرآن و حدیث کو اہل قلم کی دست برد سے محفوظ کر دیا۔
جزاہم اللہ عنا خیر الجزا۔ اگر یہ نہوتا تو کیا ہوتا۔ معاذ اللہ خود دین نہوتا۔
البلاء قدیم۔ کاتبوں کے ظلم و ستم کا اندیشہ خود امیر خسرو کو بھی تھا

ہر کو نکند بہ طبع قابل

تا بعد نوشتنش مقابل

یا بیتے ازیں عدد کند کم

کم باد ز دور اخلاصی از غم

مگر کاتب کب پروا کرتے ہیں۔ آج اگر امیر خسرو زندہ ہو کر اپنے کلام کی تباہی دیکھیں تو یقیناً فرطِ غم سے پھر زندگی سے خلاص پا جائیں ؎ صائب

ہر گز از چنگیز خاں بر عالمِ صورت نرفت

آں ستم کز کاتباں بر اہلِ معنی می رود

مجنوں لیلےٰ یہ مثنوی خمسۂ خسروی کی تیسری مثنوی ہے جو مطلع الانوار اور شیریں خسرو کے بعد لکھی گئی ۶۹۸ھ میں منظوم ہوئی[1]۔ اس کی تصنیف کے وقت حضرت امیر خسرو کی عمر چوالیس[2] برس کی تھی اور دیوان تحفۃ الصغر، وسط الحیوٰۃ اور غرۃ الکمال اور مثنوی قرآن السعدین مرتب ہو چکی تھی۔ امیر خسرو فرماتے ہیں ؎

چوں من بدو نامہ زیں ورق بیش

راندم قلمے بہ نکتۂ خویش

[1] ۶۹۸ھ میں امیر خسرو نے تین مثنویاں لکھیں۔ مطلع الانوار، شیریں خسرو اور لیلےٰ مجنوں۔ ان کے اشعار کی مجموعی تعداد دس ہزار بیالیس ہے ۱۰۰۴۲ حسرت شروانی

ولہ

تاریخ زہجرت آنکہ بگذشت

سالش نود ست وشش صد وہشت

خمسہ نظامی کی مثنوی کا نام لیلیٰ مجنوں ہے طوطی ہند نے مجنوں لیلےٰ رکھا۔

نامش کہ زغیب شد مسجّل

مجنوں لیلےٰ بعکس اوّل

مجنوں لیلیٰ کے اشعار دو ہزار چھ سو ساٹھ ہیں ۔

بیتش بہ شمار راستی ہست

جملہ دو ہزار وشش صد وشصت

نسخہ ہٰذا میں تعداد اشعار دو ہزار چھ سو آٹھ ہے۔ مختلف نسخوں کے مقابلے سے

اڑتالیس کا اضافہ ہوا۔ باون اب بھی کم ہیں۔

قصۂ لیلیٰ مجنوں | لیلیٰ مجنوں کی حکایت کا تعلق سرزمین عرب سے ہے۔ اور یہ دو لوب

غیر فانی ہستیاں عربی نژاد تھیں۔ مردانہ عشق کا لوازمہ شورش اور جوش وخروش ہے

عرب کے جذبات نے ہر میدان میں سادگی وصداقت کی قوت سے فتح پائی ہے

انہی اوصاف کی مدد سے قیس عامری بھی میدان عشق میں گوئے سبقت لے گیا۔

اُس کا حریف شہرت فرہاد سرزمین ایران کا ثمرہ تھا۔ چناں چنیں سے فرصت نہ ملی ع

سرگشتۂ خمار رسوم وقیود تھا

قصرِ شیریں کی زیب و زینت کے لئے جوئے شیر کی فکر میں سرگرداں رہا آخر تیشہ نے پاؤں پر گر کر کام تمام کر دیا۔ مجنوں کی بے تعلقی کا یہ اثر ہے کہ اُس کی تصویر حماموں میں برہنہ کھینچی جاتی تھی ع

قیس تصویر کے پردہ میں بھی عُریاں نکلا

عشق کی تاثیر دیکھو۔ عربی، فارسی، ترکی، پشتو، اُردو، یہ پانچوں زبانیں اُس کے دمِ گرم کی تاثیر سے منور و تابدار ہیں۔ یورپ کے لٹریچر بھی ان ناموں سے خالی نہیں۔ اور اس طرح ایک عالم آج تک اُس کے زیرنگیں ہے۔ اور کوئی دوسرا لٹریچر قیس کا ہمپایہ عاشق پیش نہیں کر سکا۔

اثر سوز و گداز کی قوت سے وہ مضامین جو سرزمین عرب سے مخصوص تھے فارسی اور اُردو میں شیر و شکر ہو گئے۔ ناقہ، محمل، ساربان، حُدی، صحرا، خارِ مغیلاں، قبیلہ، یہ تمام الفاظ گل و بلبل اور شمع و پروانہ کی مثل باعثِ گرمی ہنگامہ ہیں۔ شعرائے فارسی کی نکتہ سنجی و نزاکت آفرینی نے کیسے کیسے بدیع اسلوب پیدا کئے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

شفائی اصفہانی ؎

ناقہ را می راند لیلیٰ سوئے خلوت گاہِ ناز
ساربان در رہ حُدی میخواند و مجنوں میگریست

حافظ شیرازی ؎

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بسے
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

شاپور طہرانی ؎

غمش در نہاں خانۂ دل نشیند
بنازیکہ لیلے بہ محمل نشیند

ملک قمی ؎

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

عرفی شیرازی ؎

تقدیر بہ یک ناقہ نشانید دو محمل
سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را

صائب ترشیزی ؎

داغ فرزندی کند فرزندِ دیگر را عزیز
تنگ ترگیرد ز مجنوں در بغل صحرا مرا

میرزا غالب دہلوی ؎

بہ شرع آمیز و حق می جو ز مجنوں کم نئی بارے
دلش با محمل ست اما سخن با ساربان دارد

عشق مجنوں کی حکایات گوناگوں تصوف میں سرمایۂ درد و مایۂ سوزش ہیں۔ اگر مختلف زبانوں کا وہ کلام جس میں مجنون و لیلیٰ کا ذکر ہے فراہم کیا جائے تو یقین ہے کہ ایک مختصر کتاب خانہ مرتب ہو جائے۔

اس میں سخت اختلاف ہے کہ مجنوں کا وجود واقعی ہے یا فرضی۔ صاحب اغانی نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ متعدد روایتیں فرضی ہونے کی تائید میں نقل کی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ خاندان بنی امیہ کا ایک شاہزادہ کسی پری جمال پر فریفتہ تھا۔ راز عشق چھپانے کے لئے جو اشعار عالم وارفتگی میں کہتا مجنوں کے نام سے کہتا۔ ع

دیوانہ بکار خویش ہشیار

قوی قول یہ ہے کہ مجنوں اور لیلیٰ فی الواقع اس عالم میں تھے۔ نجد اُن کا وطن تھا۔ نجد عرب کا وہ حصہ ہے جو شام سے متصل اور نہایت شاداب ہے۔ اُس کے سرسبز پہاڑ پھولوں کی خوشبو سے مہکتے ہیں۔ عرار[1] نجد مشہور ہے۔ دونوں قبیلہ بنی عامر کے چشم و چراغ تھے۔

مجنوں کا نام قیس ہے۔ بعض نے مہدی بھی لکھا ہے۔ نسب قیس بن الملوح بن مزاحم بن عدی بن ربیعہ بن جعدہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ لیلیٰ کا نسب لیلیٰ بنت مہدی بن سعد بن مہدی بن ربیعہ بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کنیت ام مالک۔ مروان بن حکم اموی کے عہد کا یہ واقعہ ہے (۶۴ھ لغایۃ ۶۵ھ)

---

[1] ایک خوشبو دار درخت ۱۲ حسرت

بچپن میں دونوں اپنے اپنے گھر کے مویشی چرایا کرتے تھے۔ اُسی عالم میں عشق کا نشوونما ہوا۔ جب سن بڑھا اور چرچا ہوا تو لیلیٰ کا پردہ ہو گیا۔ فراق سے مجنوں کی شورش بڑھی، شورش کے ساتھ شہرت و رُسوائی۔ والدین نے فرطِ رحم سے شادی کا پیام دیا۔ خانہ رسوائی تباہ، لیلیٰ کے ماں باپ کو داغ بدنامی گوارا نہوا۔ خانہ آبادی سے انکار کر دیا۔ برقِ انکار نے قیس کا خرمنِ ضبط و صبر پھونک دیا۔ کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل گیا۔ بادیہ نوردی میں عشق کے جوہر چمکے۔ مجنوں سوزِ عشق کے ساتھ عربی فصاحت سے بھی بہرہ یاب تھا۔ ہر موقع کے متعلق اُس کے پُردرد اشعار ہیں جو عشق و محبت کے آئین و آئینہ ہیں۔ میں یہاں کچھ نمونے دکھاتا لیکن ایک عبرت خیز واقعہ سے ڈرا ہوا ہوں۔

علامہ شبلی کی کتاب شعر العجم پڑھ کر اہلِ ذوق نے یہ داد دی کہ اگر اس میں اشعار فارسی کے بجائے اُردو ترجمہ ہوتا تو خوب ہوتا، اشعار فارسی سے بے لطفی ہو جاتی ہے۔ فارسی کا یہ حال ہے تو عربی کا کیا حشر ہوگا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بادیہ پیمائی میں مجنوں کے ہمدمِ خاص آہوانِ صحرا تھے۔ یوں رشتۂ ہمدمی سب دودام کے ساتھ مستحکم تھا۔ بیٹے کی تباہی سے ماں باپ کا دِل کڑھتا تھا۔ ایک بار حرم محترم میں لائے اور کہا کہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر عشق لیلیٰ سے نجات پانے کی دُعا مانگو۔

مجنوں نے پردہ پکڑا اور کہا ؎

	(ترجمہ)
يَا رَبِّ لَا تَسْلُبَنِّي حُبَّهَا اَبَدًا	اے میرے رب لیلیٰ کی محبت میرے دل سے کبھی نہ نکالنا
وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنَا	اور خدا اُس بندے پر رحمت کرے جو میری دُعا پر آمین کہے

ستم پر ستم یہ ہوا کہ بے درد والدین نے لیلیٰ کی شادی دوسری جگہ کر دی مجنوں پر تو جو مصیبت گذری ہو گی وہ ظاہر ہے۔ لیلیٰ کی بیتابی و بیقراری نے شوہر پر زندگی وبالِ جان کر دی اور تنگ آ کر بے تعلق ہو گیا۔ مجنوں کبھی کبھی جوش وحشت میں دیارِ جاناں میں آتا اور دردناک اشعار سے لیلیٰ اور اُس کے اہل قبیلہ کو بیقرار کر جاتا آخر لیلیٰ اسی حسرت و یاس میں جان سے گذر گئی۔ مجنوں وفاتِ جاناں کی خبر سُنکر کب زندہ رہ سکتا تھا، نامراد مر گیا۔ یہ ہے عربی قصہ کا خلاصہ۔

مثنوی مولٰنا نظامیؒ کے عنوان مفصلۂ ذیل ہیں:-

حمد، مناجات، نعت، منقبتِ چار یار، معراج، نصیحت، ترتیب کتاب، مدحِ ممدوح، دعائے دولت، حسب حال، یادِ گذشتگان، آغاز داستان عشق مجنوں لیلیٰ نالۂ مجنوں فراق لیلیٰ میں، لیلیٰ کے نظارے کو مجنوں آتا ہے، سید عامری لیلیٰ کے گھر مجنوں کا پیامِ شادی لے گیا اور ناکام رہا، زاری مجنوں، سید عامری مجنوں کو زیارت کعبہ کے واسطے لے گیا، مجنوں کی دعا، قبیلۂ لیلیٰ مجنوں کی ہلاکت پر آمادہ ہوا، باپ کی نصیحت مجنوں کو، مجنوں کا جواب، سراپائے لیلیٰ اور اُس کی شورش، لیلیٰ کا باغ میں جانا، ابن سلام لیلیٰ پر عاشق ہو کر خواستگاریٔ نکاح کرتا ہے، نوفل کی مجنوں سے ملاقات اور پرسش حال، نوفل کی لڑائی قبیلۂ لیلیٰ سے، مجنوں کی شکایت نوفل کو، نوفل کی قبیلۂ لیلیٰ سے دوبارہ لڑائی، مجنوں کا مکالمہ کوّے سے، لیلیٰ اپنے باپ کے مجنوں کی مخالفت پر ناخوش ہوتی ہے، لیلیٰ کا نکاح ابن سلام سے، دونوں میں ناموافقت،

مجنوں نے لیلیٰ کے نکاح کا حال سُنا، سید عامری دوبارہ مجنوں کے پاس گیا، پدرِ مجنوں کی وفات، لیلیٰ کا مجنوں کے نام خط، مجنوں کا جواب، مجنوں کی لیلیٰ سے ملاقات باغ میں، ابن سلام کی بیماری اور وفات، لیلیٰ نے زید کو بھیجکر مجنوں کو بلایا، دونوں کی ملاقات، لیلیٰ کی بیماری اور ماں کو وصیت دلداریِ مجنوں کی، زید نے وفاتِ لیلیٰ کی خبر مجنوں کو پہنچائی، مجنوں لیلیٰ کی قبر پر جان دیتا اور اسی قبر میں دفن ہوتا ہے۔

امیر خسرو نے اپنی مثنوی کے حسبِ ذیل عنوان قایم کئے ہیں: حمد، مناجات، نعت، معراج، مدح بادشاہ، خطاب بہ بادشاہ، حکایت دیواں، نصیحت فرزند کو، حکایتِ شباں، سببِ تالیف، مجنوں کی پیدایش، مکتب نشینی، مکتب میں لیلیٰ بھی ہے، درسِ عشق کی تکرار، افشائے راز، ماں کی فہمایش لیلیٰ کو، پردہ نشینی، مجنوں کی وحشت و بادیہ نوردی، مجنوں کے باپ کا جنگل سے سمجھا کر مجنوں کو ماں کے پاس لانا، ماں کی نصیحت، مجنوں کا باپ لیلیٰ کے یہاں شادی کا پیام دیتا ہے، نفرت کے ساتھ جوابِ انکاری، سردارِ قبیلہ نوفل کا لیلیٰ کے خاندان سے لڑنا، اسی معرکہ میں مجنوں کی جانب سے کوّوں کی ضیافت، مجنوں کی شورش کی ترقی، نوفل نے خود اپنی لڑکی کا نکاح قیس سے کردیا، مجنوں کا جوشِ وحشت اور قطعِ تعلق، لیلیٰ کا نکاح کی خبر سُنکر مجنوں کو خط لکھنا، قیس کا جواب، احباب دھوکہ دیکر مجنوں کو باغ میں لے آئے، دیوانہ گھبرا کر بھاگ نکلا، بُلبل سے مکالمہ، سگِ لیلیٰ سے ملاقات، لیلیٰ بیمار پڑتی ہے، خواب میں مجنوں کو دیکھکر شدت بیقراری میں ناقہ پر سوار ہوتی اور مجنوں کے پاس جا پہنچتی ہے، لیلیٰ کی مراجعت، مجنوں کی

آہ وزاری، لیلیٰ کی زار نالی، لیلیٰ سہیلیوں کے ساتھ باغ میں جاتی ہے وہاں مجنوں کا ایک رفیق اُس کو پہچان کر مجنوں کی ایک غزل پر درد و سوزناک آواز سے گاتا ہے، لیلیٰ اُس کو سُنکر بیتابانہ مجنوں کا حال پوچھتی ہے، وہ رفیق امتحاناً مجنوں کی وفات کی خبر سناتا ہے، لیلیٰ بیقرار ہو کر گھر آتی اور مبتلائے مرضِ موت ہوتی ہے، بہارِ حُسن کی خزاں، لیلیٰ کی وفات، مجنوں خبرِ مرض سُنکر عیادت کو آتا اور جنازہ دیکھتا ہے، مستانہ ترانہ، دفن کے وقت جان دیتا اور ساتھ دفن ہوتا ہے، امیر خسرو اپنی والدہ اور بھائی کا نوحہ کرتے ہیں، خاتمۂ کتاب۔

داستانِ لیلیٰ مجنوں کا جو خاکہ ہم نے اوپر لکھا اُس سے عیاں ہوتا ہے کہ قصۂ مذکور میں نہ بزم آرائی ہے اور نہ قصر وایوان کی آراستگی بتکلف سے مبرا سوز و گدازِ عشق اور مصائبِ فراق کا جانسوز افسانہ ہے اور دشت پیمائی و بادیہ نوردی کی حکایت اس کے لیے جس ساز و سامان کی ضرورت تھی وہ سرکارِ خسروی میں وافر مہیا تھا مبدأ فیاض نے دلِ پر درد اور سینۂ سراپا سوز عطا فرمایا تھا۔ حضرت نظام المشائخ قدس سرہٗ دعا میں اُن کے سوزِ سینہ کا واسطہ دیتے تھے۔ چشتی نسبت جوش و خروش کی ضامن تھی۔ غزل اُن کا خاص میدان تھی۔ قصۂ مجنوں کی جان تغزل ہے۔ فسانہ کا کمال یہ ہے کہ واقعہ معلوم ہو۔ واقعہ نگاری امیر خسرو کا حصہ تھی۔ اُن کے دواوین کے مقدمات قیمتی تاریخ معلومات سے مالامال ہیں جن سے مورخوں نے مدد لی ہے۔ مثنوی مجنوں لیلیٰ میں جو شخصیت (کیرکٹر) ہے بولتی چالتی تصویر ہے۔ ہر قصہ واقعہ سے

ہمسری کرتا ہی۔ شاعر مصورِ فطرت ہی۔ امیر خسرو کے قلم نے جو تصویریں الفاظ میں کھینچی ہیں وہ مرقع مانی و بہزاد کی یادگار ہیں۔ امیر خسرو کا عہد ۶۵۱ھ سے ۷۲۵ھ تک ہی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مولانا نظامی مثنوی کی، سلمان ساوجی قصیدہ کی، اور شیخ سعدی غزل کی زبان مانجھ کر روکش آئینہ کر چکے تھے۔

امیر خسرو ان تینوں اقلیموں کے بادشاہ تھے۔ خود اُن کی شہادت ہی اور اس سے بڑھکر شہادت کیا ہوسکتی ہی کہ اُس عہد میں ہندوستان کی فارسی خراسان وایران کی فارسی سے زیادہ فصیح وصحیح تھی۔ خلاصہ یہ کہ جس پاکیزہ اور پُرسوز زبان کی ایک عشقیہ داستان کے لئے ضرورت ہی وہ مثنوی مجنوں لیلیٰ کی زبان ہے خود فرماتے ہیں۔

آرایشِ پیکرِ معانی

بستم بہ سلاستِ روانی

بعض بعض الفاظ اُس میں ایسے بھی ہیں جو بعد کو متروک ہوگئے مثلاً ناشُرہ، الفنج، ستنبہ، توزی۔ مگر یہ الفاظ ایسے موقع پر استعمال ہوئے ہیں جو پُرتکلف ہیں مثلاً دیووں کا قصہ حسن وعشق کی داستان میں وہی الفاظ ہیں جن پر ایک باکمال شیرازی واصفہانی فخر کرسکتا ہی۔ فغانی وحافظ کی غزلوں سے مقابلہ کرو ان الفاظ سے بہتر الفاظ نہ پاؤگے۔ اب ہم مذکورۂ بالا مضامین کا جُدا جُدا نمونہ دکھاتے ہیں۔

شخصیات (۱) مجنوں (بچہ مکتب میں جاتا ہے)

سالش بشمار پنجم افتاد — زو نور بہ چرخ و انجم افتاد

شد تازہ چو نیم رستہ سروے — یا بال دمیدہ نو تذروے

(خوبی تشبیہ ملاحظہ طلب ہے!)

زیرک دلیش چو باز خوانند — در پیش معلمش نشانند

دانائے رقم زہے سر تعلیم — گردش بہ کنار تختہ تسلیم

(ابتدائے عشق مکتب میں)

زانو زدہ قیس بر دگر سو — ہم چرب زباں و ہم سخن گو

نازک چو نہالِ نو دمیدہ — خوش طبع و لطیف و آرمیدہ

شیریں سخنے کہ ہوش می برد — رونق ز شکر فروش می برد

نالندہ بہ تختہ دبستاں — چوں بلبل مست در گلستاں

لحنش چو شدے برونِ گوش — از روزنِ جاں دروں شدی ہوش

زاں تن کہ صدائے او شنیدے — جاں رقص کناں بروں دویدے

از نامہ بجاں نورد می داد — از نالہ صدائے درد می داد

نوعمری کی شیریں آوازی میں جو درد کی چاشنی پیدا ہو گئی ہے اُس کی تصویر اس سے بہتر کیا کھنچ سکتی ہے! ع

از نالہ صدائے درد می داد

"چوں بُلبلِ مست در گلستاں" کی تشبیہ اس حال میں اور "یا بال دمیدہ نو تذروے" کی

تشبیہ اوپر کے بیان میں پڑھکر مقابلہ کرو، دونوں موقعوں کی تصویرِ شخصیت آنکھوں میں پھر جائے گی۔

(لیلیٰ کی پردہ نشینی کے بعد)

چوں ماند پریوشِ حصاری — درحجرۂ غم بہ سوگواری
قیس از ہوسِ جمال دلبند — در درسِ ادب ندیدیک چند
می بست بخامشی دہن را — میداشت بہ حیلہ خویشتن را
آبے بجگر فرو دمی خورد — والماس بہ سینہ خُرد می کرد
زیں ناوکِ غم کہ بے سپر بود — ہر دم خلہ ایش در جگر بود
دُزدیدہ سرشکِ دیدہ می ریخت — وزدیدہ دُرچکیدہ می ریخت
زیں گونہ بہ چارہ کہ دانست — می کرد شکیب تا توانست
چوں سیلِ غمش رسید بر فرق — از پردہ بروں فتاد چوں برق
بیروں شد و کرد پیرہن چاک — وافگند بہ تارک از زمیں خاک
گریاں بہ زمیں فتاد بے تاب — برخاک مراغہ کرد چوں آب
میراند ز آب دیدہ روئے — میگفت چو بلبلاں سرودے

غلطیدہ ۱۲

لیلیٰ کے حجاب سے جو بے چینی پیدا ہوئی اُس کو افشا کے خوف سے قیس نے چھپایا۔ اِس ضبط کی کشمکش کو چھ شعر تک کیسے لگتے ہوئے مضامین و الفاظ میں بیان کیا ہے۔ بالآخر سیلابِ عشق ضبط کے بند کو توڑ کر موج زن ہوگیا۔ بقیہ اشعار میں اُسی کی

تصویر ہے۔ بلبل کے ساتھ تشبیہ اس سے پہلے بھی آئی ہے۔ دیکھو پہلے بیان میں بلبل مست کا ترانہ تھا۔ قیس بھی جوشِ نوجوانی میں تھا اور دیدار و ہمنشینی کی قوت دل میں رکھتا تھا۔ جب قوتِ عشق سے مغلوب اور فراق کے صدمہ سے چور ہو گیا تو اس صورت میں گویا شکستہ بال بلبل کی مورت بن گیا۔ خود بلبل بغیر کسی صفت کے غم و درد کی مجسم تصویر ہے۔

(انتہائے وحشت)

یک روز بہ گاہِ نیم روزاں   کانجم شدہ ز آفتاب سوزاں
مجنوں بہ کنارِ ہر سوادے   می گشت بسان گرد بادے
افروختہ روئے و تن بخوں غرق   در آتش و آب ماندہ چوں برق
بالائش ز غم دوتاہ گشتہ   رخسارہ ز تف سیاہ گشتہ
ہر جا کہ رسید کرد زاری   بگریست چو ابرِ نوبہاری
ہر سو کہ شنید بانگ رودے   ق   یا خاست ز گوشۂ سرودے
مستانہ برقص پائے افشرد   گہ زندہ شد و گہے فرو مرد

(۲) لیلیٰ   (کمالِ جمال)

بود از صفِ آں بتانِ چوں ماہ   ماہے کہ زد آفتاب را راہ
لیلی نامے کہ مہ غلامش   خالش نقطے ز نقشِ نامش
مشعل کشِ آفتاب و انجم   دیوانہ کنِ پری و مردم

تاراجِ گرِمتاعِ جا نہا | بنیادشگافِ خانمانہا
سلطانِ شکرلبانِ آفاق | لشکرشکنِ شکیبِ عشاق
سرتابقدم کرشمہ و ناز | ہم سرکشِ حسن و ہم سرانداز
نازے و ہزار فتنہ در دہر | چشمے و ہزار کشتہ در شہر
چشمش ز کرشمہ مست و بیہوش | آہو برہ بخوابِ خرگوش
خوبیِ تشبیہ ملاحظہ ہو!!
خنداں چو سمن بہ تانِ روئی | شیریں چو شکر بہ تلخ گوئی
از وسوسہ چشم دیو بستہ | تسبیحِ فرشتگاں شکستہ
نے بُت کہ چراغِ بُت پرستاں | طاؤسِ بہشت و کبکِ بُستاں
افگندہ بدوش زلف چوں شست | خود بے خبر و نظارگی مست
معجونِ لبش بہ درفشانی | پرورده بآبِ زندگانی
خورشید غلام زادۂ او | مہ داغِ جبیں نہادۂ او

(لیلیٰ کی نوگرفتاری)

واں لعبتِ دردمند و دل تنگ | دل دادہ بباد و ماند بے ننگ
باآنکہ نمش بزیرِ گل بود | سیمائے رخش گواهِ دل بود
خونِ دلش از صفائے سینہ | پیدا چو مے اندر آبگینہ
برچہرہ ز شرم پردہ می دوخت | وآتش بدلش گرفتہ می سوخت
تحیر خیز گرہ باتی ہی زلف گرفتاری کے کس قدر
ہرچند کہ غنچہ بود سربست | می کرد ز بوئے خلق راست